سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

دعوت وتبلیغ

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت اہمیت اور تقاضے

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم فاعوذ باللہ من الشیطان الرحیم بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (الایۃ)

ترجمہ: تم (اے امت محمد) بہترین امت ہو جو پیدا کی گئی لوگوں کی اصلاح کے لئے ۔تم لوگ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے اور اللہ پر ایمان رکھنے والے ہو۔

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلعم قال من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم لیستطع فبلسانہ فان لم یستطع فقلبہ و ذالک اضعف الایمان ۔(رواہ مسلم)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدریؓ حضورؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں جو کوئی کسی کا شریعت کے خلاف امر دیکھے تو اسے چاہیے کہ اس کی برائی کو ہاتھ سے روک دے اور اگر وہ ہاتھ یعنی طاقت سے روک دینے پر قادر نہ ہو تو زبان کے ذریعے روک دے اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو پھر کم از کم دل کے ذریعہ تو اس کو برا جانے ۔اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔‘‘

تمہید:

آج میں نے آپ کی توجہ مسلمانوں کے ایک اہم فریضہ جسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے نام سے پکارا جاتا ہے کی طرف مبذول کرنے کے لئے سورۃ ال عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ تلاوت کر کے اس کی وضاحت کے لئے حضورؐ کا ایک فرمان بھی بیان کر دیا۔اس موضوع پر آپ کئی بار بندہ اور کئی واعظین اور خطباء سے سیر حاصل گفتگو سن چکے ہیں مگر یہ اتنا اہم ضروری اور قابل توجہ عنوان ہے جس پر جس قدر بولا جائے کم ہے۔

معیار فضیلت: ہر مسلمان عالم طفولیت ہی سے یہ تصور لے کر جوانی اور بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے کہ حضورؐ کے

امتی گزشتہ تمام امتوں سے بہترین امتی ہیں، کبھی یہ سوچا ہے کہ وہ کیا خصوصیت ہے کیا امتیازی شان ہے۔ جس کی وجہ سے ہم کو تمام امم سے بہتر امت گردانا گیا، ہم شکل وصورت میں گزری ہوئی امتوں سے زیادہ حسین وجمیل ہیں یا ہمارے اعمال و عبادات ان سے زیادہ ہیں یا عمر و دولت میں ہم ان سے سبقت حاصل کریں گے۔ قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مذکورہ بالا اوصاف معیارِ فضیلت و خیریت ہوتے تو ان میں کئی اوصاف مذکورہ بدرجہ اتم موجود تھے پھر بھی ان کے مقابلہ میں امتِ محمدی کو ہی خیر الامم قرار دیا۔ وہ خاص وصف اور عمل جو اس امت کا طرہ امتیاز ہے اس کا ذکر اس آیت میں ہے کہ یہ تب اس منصب پر فائز ہوں گے کہ وہ اپنے اندر دوسروں کے لئے خیر اور بھلائی پہنچانے کے جذبہ سے معمور اور اس پر شدت سے عمل کرنے والے ہوں۔ ان میں سے ہر فرد خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو غلام، مالدار ہو یا غریب، خوبصورت ہو یا بدصورت، حاکم ہو یا محکوم پر فرض ہے کہ دوسروں کے لئے خیر اور نفع پہنچانے کی غرض سے نیکیوں پر عمل کرنے کی تلقین اور گناہوں سے بچنے کی ترغیب دیتا رہے۔ تو گویا جب تک اس امت کے لوگ اس وصف کو جس کی وجہ سے ان کو یہ امتیازی مقام دیا گیا اپناتے رہیں گے خیر الامم کے مصداق رہیں گے اور اس سے غفلت برتنے کی صورت میں گناہوں میں مبتلا لوگوں کے ساتھ ساتھ خود بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

اسلام اور ایمان کا دعویدار ہو کر نیکی کی ترغیب اور بدی سے بچنے کی تلقین نہ کرنے والا خیر امت تو دور کی بات ہے عذاب خداوندی کا سزاوار ہوگا، اللہ کے ہاں محبوب و مطلوب وہ دین و ایمان ہے جو ان دونوں دعوتوں کے ساتھ ہوں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ترک پر وعیدات:

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: عن حذیفة ان النبی صلعم قال و الذی نفسی بیده لتامرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر اولیو شکن الله ان یبعث علیکم عذابا من عنده ثم لتدعنه و لا یستجاب لکم (رواۃ الترمذی)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تمہیں یقیناً معروفات کی تلقین اور لوگوں کو منکرات سے روکنا ہوگا یا (اگر تم لوگوں نے اس فریضہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو) عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر ایسا عذاب نازل فرمادے گا کہ تم اللہ کے حضور دعا کرو گے اور تمہاری دعا قبول نہ ہوگی۔

ایک اور مقام پر حضرت عبداللہ بن مسعود نے حضور سے ایک طویل روایت بیان کرتے ہوئے آپ نے امت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی المنکر کو چھوڑ دیا تو یقیناً اللہ تم پر اس طرح لعنت بھیجے گا جس طرح اس نے یہود کے اوپر لعنت نازل کی بنی اسرائیل کے اس جرم کی پاداش میں ملنے والی سزا کو حق تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں صراحت سے بیان فرمایا۔

بنی اسرائیل موجب لعنت ٹھہرے: ارشاد ربانی ہے:

لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی بن مریم ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون کانوا الایتنا ھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون۔

ترجمہ: بنی اسرائیل کے کافروں پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ کی زبان پر لعنت بھیجی گئی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے تھے اور حد سے تجاوز کرتے تھے۔ ایک دوسرے کو بدی کے کاموں سے منع نہ کرتے تھے۔ بہت برا تھا وہ کام جس کو وہ کرتے تھے۔

وہ قوم بنو اسرائیل جسے اللہ نے بے پناہ نعمتوں سے نوازا سینکڑوں پیغمبر انہی میں سے مبعوث ہوئے۔ علماء ان میں لاتعداد بادشاہت، حکمرانی اور دولت سے مالا مال رہے و فضلنا ھم علی العالمین ارشاد حق تعالیٰ کے مطابق اپنے دور اور زمانہ کے اقوام پر فضیلت اور فوقیت عطا کر گئی۔

مغضوب علیہم:

انعامات و احسانات کی کثرت کے باوجود جب دولت و ثروت کے غرور میں مبتلا ہو کر احکام ربانی سے روگردانی شروع کی اپنے مذہب کے قوانین کو توڑ کر اس کا مذاق اڑانے لگ گئے سب سے بڑا فرد جرم جسے قرآنی الفاظ میں "کانوا لاتیناھون عن منکر" کے ذریعہ عائد کیا گیا کہ اپنے مجلسوں، اعزہ و اقارب، پڑوس اور اپنے اہل و اعیال میں شر و فساد، قتل و قتال، زنا و حرام کاری جیسے جرائم اور معاصی دیکھتے تھے گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو منع کرنا تو دور کی بات خود بھی ان گناہوں میں شامل ہو جاتے۔ یہی وہ جرم تھا جس کے ردعمل کے طور پر احکم الحاکمین نے اس معزز قوم کو فضیلت و عزت کی بلندی سے اپنے انبیاء کے ذریعہ ان پر نازل شدہ کتب سماوی میں ملعون و مقہور ٹھہرا کر ذلت اور مغضوب علیہم کے اندھیروں میں پھینک دیا۔

مسلمانوں کے انحطاط کی وجہ یہی اہم فریضہ جو کہ تبلیغ دین ہے کو ترک کرنا ہی ہے اپنے بدن سے معاصی کا صدور ہو رہا ہے اپنے گھر اور اہل خانہ اور اولاد کو گناہوں میں مبتلا دیکھ کر چشم پوشی کا معاملہ برتا جا رہا ہے گویا یہ عقیدہ کہ ہم کو موت کے بعد ہر عمل کا جواب دینا ہوگا بھلا دیا گیا، حالانکہ محسن انسانیت صلعم جو کہ ہمارے آئیڈیل ہونے چاہئیں اور ان کے قول و فعل پر عمل کر کے ہی ہم ایک بار پھر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا مقام عزت و عظمت حاصل کر سکتے ہیں نے قدم قدم پر ہمیں راعیِ حق بننے کی تلقین کی ہے۔

حضور کی دعوت کا خلاصہ:

اور خود بھی و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا کا مکمل پیکر بن کر تمام زندگی اسی فریضہ کی ادائیگی میں گزار دی۔ آپ کی دعوت کا خلاصہ اور لب لباب مخاطبین کو زندگی کے مقصد اور حقیقت سے خبردار کرنا اور اس زندگی کے

خاتمہ پر اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا ہی تھا' جب روحِ اقدس قفس عنصری سے پرواز کرنے کا وقت آیا اس وقت بھی امت کو داعی الی اللہ کے فریضہ پر قائم ودائم رکھنے کے لئے خود بھی صلوٰۃ وما ملکت ایمانکم کی ترغیب فرما کر اسی دعوت وتبلیغ کی حالت میں دنیا سے پردہ فرما گئے۔

مبلغ کا فریضہ: یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے' کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موثر اس صورت میں ہے کہ تبلیغ کرنے والا پہلے خود صالح بن کر دوسروں کو نیکی کی راہ دکھلائے' اپنے اکابر اور سلف صالحین کے واقعات اور حالات آپ وقتاً فوقتاً سنتے رہتے ہیں' کہ ایک ایک صالح و باعمل بزرگ کے دل سے نکلے ہوئے ایک جملہ اور وعظ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں سامعین اور مخاطبین کے دلوں کا نقشہ پلٹ کر ہر سامع اپنی جگہ ایک باکردار اور دیندار مصلح بن جاتا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ داعی الی اللہ دوسروں کو دعوت دینے سے قبل اصلاح کی ابتداء خود اپنے نفس ہی سے کرتے۔ آج ہم جیسے واعظ بڑے اجتماعات کو قرآن وحدیث اور صلحا' کے اقوال واحوال سنا کر صرف لفاظی کے حد تک متاثر اور مسحور تو کروا سکتے ہیں مگر روحانی انقلاب اور اذہان کو احکام الٰہی کی طرف حقیقی طور پر راغب نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم اصلاح کے عمل کا آغاز اپنے آپ سے نہیں کرتے' پہلے اپنا احتساب کر کے ہی دوسرے کو راہ راست پر لایا جا سکتا ہے۔ بھلائی اور نیکی کی باتوں کو جاننا بذات خود ایک بہترین عمل ہے اور پھر دوسروں تک پہونچانا گویا اس بہترین عمل کو مزید نکھارنا ہے' یہ دونوں کام اخروی نجات کا وسیلہ تب بن جائیں گے جب ان پر خود بھی عمل کیا جائے' ورنہ خود عمل نہ کرنے کی صورت میں ثواب تو دور کی بات ہے آخروی تباہی ہی تباہی ہے۔

بے عملوں کا بدترین انجام:

ایسے بے عمل شخص کے بدترین انجام اور سزا کا ذکر حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع پر بیان فرمایا:

عن اسامہ بن زید قال قال رسول اللہ ﷺ یجاء بالرجل یوم القیامۃ فیلقی فی النار فتندلق اقتابہ فی النار فیطحن فیھا کطحن الحمار برحاہ فیجتمع اھل النار علیہ فیقولون فلان ماشانک الیس کنت تامرنا بالمعروف وتنھانا عن المنکر قال کنت آمرکم بالمعروف ولاآتیہ وانھاکم عن المنکر وآتیہ (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسامہ آنحضرتؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو پیش کیا جائے گا جس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا آگ میں گرتے ہی اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی وہ انتڑیوں کو اس طرح گھمائے گا جس طرح گدھا چکی کے ذریعہ آٹے پیسنے کے لئے گھومتا ہے (یعنی اپنی ہی انتڑیوں کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتا رہے گا) اس شخص کو اس حالت میں دیکھ کر اس کے دور کا واقف شناسا فساق و فجار گرد اگرد جمع ہو کر اسے کہیں گے اے فلاں تم تو دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تعلیم دے کر گناہوں سے بچنے کی تلقین کرتے (پھر تمہارا یہ حال کیونکر ہے) یہ شخص ان دوزخیوں کے

سوال کے جواب میں کہے گا کہ ہاں تم لوگوں کی بات صحیح ہے میں تم کو نیکیوں پر عمل کرنے کی تعلیم تو دیتا رہا مگر خود ان پر عمل سے عاری رہا اور گناہوں سے تم کو منع کرتا مگر اپنے آپ کو گناہوں میں مصروف رکھتا۔

اس حدیث کو سن کر آپ کو بے عمل واعظ و ناصح کے انجام کا اندازہ ہوا ہوگا' قول و فعل کے اس تضاد کو ختم کرنے کے لئے قرآن نئی مقامات پر زور دے کر اصلاح کی طرف ہماری توجہ دلا رہا ہے کہیں!

اتا مرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔

ترجمہ: کیا تم لوگوں کو تو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیا ہے حالانکہ تم قرآن مجید پڑھتے ہو کیا تم نہیں سمجھتے تو کہیں! یا ایھا الذین امنو الم تقولون مالا تفعلون۔

ترجمہ: اے ایمان والو تم ایسی بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔

ان آیات کے ذریعہ گویا اعلان کیا جا رہا ہے کہ مومن کی شان یہ ہے کہ خود بھی نیکیوں پر عمل کر کے اعمال صالحہ کا مجسم بن جائے اور لوگوں کو بھی عمل صالح پر چلنے کی تبلیغ کرتا رہے۔

<u>مومنین کا امتیازی وصف:</u>

مومن اور مومنہ کے اس خصوصی وصف کو اللہ جل جلالہ نے ان کلمات میں ذکر فرما کر کامل مسلمان مرد اور عورت کی تعین فرمادی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و المومنون و المومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یقیمون الصلوۃ و یوتون الزکوۃ و یطیعون اللہ و رسولہ' اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم (سورۂ توبہ)

ترجمہ: مومن مرد اور عورت ایک دوسرے کے معاون اور دوست ہوتے ہیں' وہ لوگوں کو بھلائیوں کی تعلیم دیتے ہیں' اور گناہوں سے بچاتے ہیں۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں' اور اللہ اور رسول ﷺ کی تابعداری کرتے رہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ اپنی رحمت کو نازل فرماتے ہیں' تحقیق اللہ عزت دینے والا' غلبہ دینے والا حکیم ہے۔

اس فرمان الٰہی میں اللہ کے ان مقرب بندوں کی مدح بیان کی جارہی ہے' جو خود دین پر قائم و دائم رہ کر امر بالمعروف اور نہی المنکر کے ذریعہ سے اوروں کی ہدایت کا بھی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

<u>آیئے موازنہ کریں:</u>

آیئے اس معیار پر ہم اپنا موازنہ کریں کہ ہم میں مومنین کی یہ صفت موجود ہے یا ہمارا دینی پہیہ بالکل الٹے طرف گھوم رہا ہے اپنے حالت پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دینی اعتبار سے ہم کامل مومن کی صفات سے بالکل عاری ہیں اوروں کو گناہوں سے منع کرنے اور نیکیوں کی تلقین کے بجائے ہمارا تعلق اور رشتہ ان لوگوں سے رہتا ہے جو

دین سے بالکل دور، آزاد خیال، روشن ضمیر اور گناہوں کے عادی ہوں اور جو لوگ دین کے پابند، متقی اور پرہیز گار ہوں ان کو ہم معاشرہ کا عضو معطل سمجھ کر اس کے ساتھ تعلق اور اٹھنا بیٹھنا ہی مناسب نہیں سمجھتے، حالانکہ مسلمان کی شان جو خطبہ کی ابتداء میں ابی سعید خدری کی روایت میں ذکر کی گئی کا خلاصہ یہ ہے، کہ اہل ایمان پر جو ذمہ داری عائد کی گئی اس کا پہلا درجہ یہ ہے کہ برائی اپنے گھر میں ہو قرابت داروں، دوستوں میں ہو اسے اگر استطاعت ہو، طاقت اور زور سے ختم کیا جائے، اگر یہ قوت نہ ہو برائی کا مرتکب طاقتور یا اور کوئی وجہ ہو تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس گناہ کے منع کرنے کا فریضہ زبان کے ذریعہ ادا کر کے دوسرے کو گناہ سے روکے اگر طاقت اور زبان کے ذریعے معاصی سے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل سے اس فریضہ کو سرانجام دے، یعنی دل سے اس مرتکب کے خلاف شرع کام کو براجان کر قلب ہی میں اللہ کے لئے اس سے نفرت اور عداوت کے جذبات رکھے اس درجہ کو ایمان کا کمزور ترین درجہ قرار دیا گیا ہے، کہ یہ دور ایمان کے لئے کمزور ترین زمانہ ہے، اگر ہم نے ایمان کے اس کم از کم درجہ پر بھی عمل شروع کر دیا تو ممکن ہے گناہ گاروں کے ساتھ خلط ملط ہونے والوں اور ان کے بارہ میں سکوت و مداہنت کے مرتکب لوگوں کے لئے جو عذاب قرآن و احادیث میں ذکر ہے، اس سے ہم بچ جائیں مگر ہماری بدقسمتی کا یہ حال کہ نہ اپنے آپ کو بدلنے کی طرف توجہ اور نہ دوسرے کی اصلاح کی فکر اس کی سب سے بڑی وجہ یہ کہ ہم نے گناہ کو گناہ سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے دوسرے کی برائی کا احساس اور نفرت کا تصور تب ہو گا جب ہم خود گناہ کو اپنے لئے تباہی و بربادی کا ذریعہ سمجھیں۔ گناہ کو گناہ سمجھنے کی حضورؐ نے بار بار تلقین فرمائی ختم الرسل کا ارشاد ہے:

عن العرس بن عميره عن النبى ﷺ قال اذا عملت الخطيئة فى الارض من شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها و من غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها (رواة ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت عرس بن عمیرہ حضورؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب برائی روئے زمین پر کی جائے جو شخص اس گناہ کو براجانے وہ اس شخص کی طرح ہے جو وہاں موجود ہی نہیں اور جو شخص وہاں موجود نہ ہو (یعنی گناہ کے مقام سے دور ہو) اور اس گناہ کو برا نہ جانے وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو مقام گناہ میں موجود ہو۔

ارشاد گرامی کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر حالت میں گناہ کو گناہ سمجھنا چاہیے اگر ایک آدمی گناہ جہاں ہو رہا ہو اسی جگہ موجود رہ کر اس گناہ کو روکنے کی کوشش کرے یا کم از کم دل میں نفرت و ناپسندیدگی پیدا کر کے گناہ سے منع نہ ہونے والے سے قطع تعلق کرے تو یہ اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جو گناہ کرنے کی جگہ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل دور رہ کر جب اسے اس گناہ کا علم ہو جائے تو دل سے بھی برا نہ جانے اور نہ اس گناہ کرنے والے سے نفرت کرے، گناہ کو گناہ نہ سمجھنے اور گناہ سے نفرت نہ کرنے کا نتیجہ یہی ہو گا کہ گنہگار کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بننے والے میں بھی سنگدلی آ جائے گی جیسے کہ بنی اسرائیل کے ہاں ہوا اور اسی عمل کو سزا کے طور پر حضرت داؤدؑ و حضرت سلیمانؑ کے ذریعے ان پر اللہ نے لعنت نازل فرمائی۔

تبلیغ کی برکات: امر بالمعروف اور نہی المنکر سے نہ صرف اوروں کا فائدہ بلکہ یہ فریضہ سرانجام دینے والوں کی بھی دنیوی بھلائی کا باعث بن جاتا ہے اسی بہترین عمل کے بدولت اللہ تعالیٰ آفتوں اور عذابوں کو دور فرما دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے خصوصی انعامات اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اس عمل کو ترک کرنے سے مصیبتوں اور آفات میں گھرنا یقینی ہوتا ہے یہ تو دنیوی آفات ہیں، روز محشر بھی ایسے لوگوں سے باز پرس ہوگی کہ فلاں موقعہ پر دین کے خلاف کام ہو رہا تھا تم کیوں خاموش رہے یہ شخص جواب دے گا کہ لوگوں کے خوف اور ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بندوں سے ڈرنے کی بجائے میں زیادہ حقدار تھا کہ مجھ سے ڈرتے۔

کفر کی یلغار:

آج دنیا میں باطل قوتیں اور کفر کے علمبردار اپنے بے ہودہ اور کافرانہ عقائد کے پھیلانے کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہے پوری دنیا میں اپنے بے بنیاد اور مفروضات پر مبنی مذاہب کے لئے مشنری ادارے قائم کر کے لوگوں کو اپنے اپنے مذہب کی طرف راغب کرنے کے لئے جان و مال کی قربانیاں دے رہے ہیں، اپنے سارے وسائل اسلام کو مٹانے اور اپنے نام نہاد مذاہب کے پھیلانے میں جھونک دیئے، دنیا بھر کے کفار، مسلمانوں کے غلبہ کے خوف سے اسلام کے مقابلہ میں متحد ہو چکے ہیں، ڈرانے، دھمکانے اور حرص و لالچ کے تمام حربے دین اسلام کے خلاف استعمال کر کے مسلم امہ کو آپس میں لڑانے کے بعد فرقوں اور ٹکڑوں میں تقسیم کر رہے ہیں، نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ مسلمان ہر جگہ آپس میں دست بہ گریبان ہیں کسی کی جان، مال و عزت محفوظ نہیں، ہر ایک اپنی مستی میں غرق باقی مسلمانوں سے بے پرواہ دین کے ہر حکم کو اپنی مرضی کے تابع کرنے میں سرگرداں ہے کوئی کسی گناہ یا ظلم و زیادتی کرنے والے کو منع اور روکنا تو درکنار کہ قلبی اور زبانی نفرت اور مذمت کی ہمت اور طاقت بھی جواب دے گئی۔ ان تمام خرابیوں کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلام کے نظام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو پس پشت ڈال کر اغیار و کفار کی نقالی میں مگن ہو گئے۔

تبلیغی جماعت:

اللہ بھلا کرے دارالعلوم دیوبند کے روحانی اولاد کے اس گلدستے کا جنہوں نے انتہائی بے سرو سامانی میں بستی نظام الدین جیسے جگہ سے بھلائیوں کے پھیلانے اور برائیوں کے مٹانے کا علم بلند کر کے آج اس کے اثرات نہ صرف مسلم دنیا بلکہ کفر کے وسط میں محسوس ہونے لگے اور مسلمانوں کے خلاف کفر کی یلغار کے سامنے انتہائی خاموشی سے سد سکندری کا کام دے رہی ہے، قابل تحسین ہیں اس جماعت سے منسلک تمام لوگ اور بالخصوص وہ مسلمان جنہوں نے معروفات کی تلقین اور منکرات سے روکنے کی راہ میں اپنی ساری کی ساری زندگیاں وقف کر دی ہیں۔

اللہ جل جلالہٗ مجھے اور آپ سب کو دعوت الی اللہ کی اہم ذمہ داری کے نبھانے کی توفیق نصیب فرما دیں۔ آمین